بائبل سے قرآن تک

اظہار الحق کا اُردو ترجمہ اور شرح و تحقیق

مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الآية

بائبل سے قرآن تک

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی ؒ کی شہرۂ آفاق تالیف

"اظہار الحق"

کا اردو ترجمہ اور شرح و تحقیق

جلد اول

ترجمہ

مولانا اکبر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سابق استاذ حدیث دار العلوم کراچی

شرح و تحقیق

محمد تقی عثمانی

استاذ دار العلوم کراچی

مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴

باہتمام : محمد قاسم کلکتی
طبع جدید : شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ ..... جولائی 2010ء
فون : 5042280 - 5049455
ای میل : mdukhi@cyber.net.pk
" " mdukhi@gmail.com

ملنے کے پتے

مکتبہ دارالعلوم احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی ﴿ ناشر ﴾

- ادارۃ المعارف احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی
- مکتبہ معارف القرآن احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی
- ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور
- دارالاشاعت اردو بازار کراچی
- بیت الکتب گلشن اقبال نزد اشرف المدارس کراچی

کی تھی کچھ اُجرت پائی، اس لئے خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ دیکھ! میں ملکِ مصر شاہ بابل بنوکدرضر کے ہاتھ میں کر دوں گا، وہ اس کے لوگوں کو پکڑ کر لے جائے گا، اور اس کو لُوٹ لے گا، اور اس کی غنیمت کو لے لیگا، اور یہ اُس کے لشکر کی اُجرت ہوگی؛ میں نے ملکِ مصر اس محنت کے صلہ میں جو اُس نے کی اُسے دیا"

اس میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ چونکہ بخت نصر اور اس کے لشکر کو صور کے محاصرہ کا کوئی عوض نہیں مل سکا، اس لئے خدا نے اس سے مصر کا وعدہ فرمایا۔ ہم کو معلوم نہیں کہ یہ وعدہ بھی سابقہ وعدوں کی طرح تھا یا شرمندۂ ایفا ہوا[1]؟ یہ بات بہت ہی افسوسناک ہے، کیا خدائی وعدے ایسے ہی ہوا کرتے ہیں؟ اور خدا بھی اپنے وعدہ کے پورا کرنے سے عاجز و قاصر ہوا کرتا ہے؟

ایک اور غلط پیشگوئی غلطی نمبر ۳۰

کتاب دانی ایل کے باب ۸ آیت ۱۳ کے فارسی ترجمہ مطبوعہ سنہ ۱۸۳۹ء میں ہے کہ:-

"پس شنیدم کہ مقدسے تکلم نمود، ومقدسے ازاں مقدس پرسید کہ ایں رؤیا درباب قربانی دائمی وگنہگاری ہلک بہ پاسمال کردن مقدس و فوج تا کے باشد، مرا گفت تا دو ہزار و سہ صد روز بعدہٗ مقدس پاک خواہد شد"

ترجمہ:- "تب[2] میں نے ایک قدسی کو کلام کرتے سُنا اور دوسرے قدسی نے اسی قدسی سے

---

[1] غالب یہی ہے کہ شرمندۂ ایفا نہیں ہوا، کیونکہ بنوکدرضر کے حالات زندگی میں سنہ ۶۰۵ ق م کے حملہ مصر کا ذکر تو ملتا ہے، مگر صور کے محاصرہ کے بعد تاریخیں اس کے حملہ یروشلم کا ذکر کرکے خاموش ہو جاتی ہیں، مصر پر کسی حملہ کا ذکر نہیں کرتیں ۱۲

[2] یہ اردو ترجمہ مطبوعہ سنہ ۱۹۵۸ء کی عبارت ہے، فارسی کے مطابق ہونے کی وجہ سے ہم نے اسے ہی نقل کر دیا ہے، البتہ عربی عبارت کا جو ترجمہ آرہا ہے وہ ہمارا اپنا کیا ہوا ہے ۱۲ تقی

جو کلام کرتا تھا پوچھا کہ دائمی قربانی اور ویران کرنے والی خطا کاری کی رؤیا جس میں مقدس اور اجرام پامال ہوتے ہیں کب تک رہے گی؟ اور اس نے مجھ سے کہا کہ دو ہزار تین سو صبح و شام تک، اس کے بعد مقدس پاک کیا جائے گا۔

اور عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۴۴ء میں یہ الفاظ ہیں:۔

"وسمعت قدیسا من القدیسین متکلما وقال قدیس واحد للآخر المتکلم لما اعرفه حتی متی الرؤیا والذبیحة الدائمة وخطیئة الخراب الذی قد صار و بین اس القدس والقوة فقال له حتی المساء والصباح ای الفین وثلثمائة یوم ویطهر القدس"

ترجمہ:۔ "اور میں نے ایک قدیس کو یہ کہتے ہوئے سنا جب کہ وہ ایک دوسرے قدیس سے بات کر رہا تھا جسے میں نہیں جانتا تھا، کہ خواب اور دائمی قربانی اور تباہ کن گناہ جس میں قدس اور فوج پامال ہوتے ہیں، کب تک رہے گا؟ اس نے جواب دیا کہ دو ہزار تین سو صبح و شام تک، اور پھر قدس ظاہر ہو جائے گا۔

علماء یہود و نصاریٰ سب کے سب اس پیشنگوئی کے مصداق کے بارے میں سخت حیران ہیں، دونوں فریق کی بائبل کے تمام مفسرین نے اس خیال کو ترجیح دی ہے کہ اس کا مصداق انٹیوکس شاہ روم کا واقعہ ہے، جو یروشلم پر ۱۶۱ ق م میں مسلط ہو گیا تھا، اور ایام سے مراد یہی متعارف ایام ہیں، مفسر یوسیفس نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے مگر اس پر ایک بڑا اعتراض واقع ہوتا ہے وہ یہ کہ وہ حادثہ جس میں قدس اور فوج پامال ہوگی وہ ساڑھے تین سال رہا، جس کی تصریح یوسیفس نے اپنی تاریخ کی کتاب ۵ باب ۹ میں کی ہے، حالانکہ شمسی حساب کے موافق ۲۳۰۰ ایام کے تخمیناً ۶ سال ۳ ماہ ۱۹ دن

ہوتے ہیں، اسی بنا پر اسحٰق نیوٹن نے اس کا مصداق حادثہ انیتوکس کو ماننے سے انکار کیا ہے، تھامس نیوٹن نے ایک تفسیر بائبل کی پیشینگوئیوں کے بارہ میں لکھی ہے، اس کے نسخہ مطبوعہ لندن ۱۸۰۳ء کی جلد اوّل میں پہلے جمہور مفسرین کا قول نقل کیا ہے، پھر اسحاق نیوٹن کی طرح اس کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس حادثہ کا مصداق انتیوکس کا حادثہ کسی طرح نہیں ہو سکتا، پھر اس نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کا مصداق رومی سلاطین اور پاپائیں سنل جانسی نے بھی ایک تفسیر پیش آنے والے واقعات کی پیشینگوئیوں پر لکھی ہے، اور ساتھ ہی دعویٰ کیا ہے کہ میں نے اس میں پچاسی تفاسیر کا نچوڑ اور خلاصہ پیش کیا ہے، یہ تفسیر ۱۸۳۸ء میں چھپی ہے، اس پیشینگوئی کی شرح کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے[1]۔

"اس پیشینگوئی کے ابتدائی زمانہ کی تعیین قدیم زمانہ سے علماء کے نزدیک بڑے اشکال کا سبب بنی ہوئی ہے، اکثر علماء نے اس خیال کو ترجیح دی ہے کہ اس کے زمانے کا آغاز ان چار زمانوں میں سے یقیناً کوئی ایک زمانہ ہے، جس میں شاہانِ ایران کے چار فرامین صادر ہوئے :-

۱۔ ۶۳۶ء قبل مسیح کا زمانہ جس میں خورش کا فرمان صادر ہوا تھا،

۲۔ ۵۱۸ء ق م کا زمانہ، جس میں دارا کا فرمان جاری ہوا،

---

[1] سنل جانسی کی آنے والی عبارت کا حاصل جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں یہ ہے کہ اس کے نزدیک کتاب دانی ایل کی مذکورہ بالا پیشینگوئی میں حضرت مسیح کے نزول ثانی کا وقت بتایا گیا ہے، اور اس نے اس کی تشریح اس طرح کی ہے کہ دو ہزار تین سو ایام سے مراد دو ہزار تین سو سال ہیں، اور ان کا شمار کسی ایسے زمانہ سے کیا جانا چاہئے جس میں یروشلم اہل کتاب کے قبضہ سے نکل گیا ہو جس کے لئے اس نے پانچ احتمال بیان کئے ہیں، اور ان کے حساب سے حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ زمین پر تشریف لانے کے سن نکالے ہیں ۱۲ تقی

۳۔ ۴۵۸ ق م کا عہد جس میں اردشیر نے اپنی تخت نشینی کے ساتویں سال عزرا کے نام ایک فرمان جاری کیا،

۴۔ ۴۴۴ ق م کا زمانہ جس میں اردشیر بادشاہ نے اپنی تخت نشینی کے بیسویں سال نحمیاہ کے نام ایک فرمان جاری کیا،

نیز ایام سے مراد سال ہیں، اس طرح اس پیشینگوئی کا منتہیٰ مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق ہوتا ہے:۔

نمبر ا کے لحاظ سے، سال ۱۷۶۴ء، نمبر ۲ کے لحاظ سے، سال ۱۷۸۲ء،
نمبر ۳ کے لحاظ سے، سال ۱۸۴۳ء، نمبر ۴ کے لحاظ سے، سال ۱۸۵۶ء

اس لحاظ سے پہلی اور دوسری مدت ختم ہو چکی ہے، تیسری چوتھی باقی ہے جس میں تیسری مدت زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے، اور میرے نزدیک تو یقینی ہے، البتہ بعض علماء کے نزدیک اس کا آغاز سکندر رومی کے ایشیا پر حملہ آور ہونے سے شمار ہوتا ہے، اس صورت میں اس کا منتہیٰ ۱۹۶۶ء نکلتا ہے"

یہ قول چند وجوہ سے باطل ہے:۔

① یہ کہنا کہ اس پیشینگوئی کے آغاز کی تعیین دشوار اور مشکل ہے بالکل غلط ہے، اشکال اور دشواری اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ یقینی طور پر غلط ہے، اس لئے کہ اس کی ابتداء یقینی طور پر خواب دیکھے جانے کے وقت سے ہونا چاہئے، نہ کہ بعد کے اوقات سے۔

② یہ کہنا کہ ایام سے مراد سال ہیں، محض ہٹ دھرمی ہے، کیونکہ "یوم" کے حقیقی معنی وہی ہو سکتے ہیں جو متعارف اور مشہور ہیں، عہدِ عتیق و جدید میں جہاں کہیں بھی لفظ "یوم" استعمال ہوا ہے وہ ہمیشہ معنی حقیقی ہی میں استعمال ہوا ہے، اور جس مقام پر بھی کسی چیز

کی مدت بیان کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے وہاں اس کو سال کے معنی میں کبھی استعمال نہیں کیا گیا، اور اگر ان مقامات کے علاوہ کسی جگہ نادر طریقہ پر سال کے معنی میں استعمال کیا جانا تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی یقینی طور پر یہ استعمال مجازی ہوگا جس کے لئے کوئی قرینہ ضرور ہونا چاہئے، اس جگہ مدت کا بیان ہی مقصود ہے، اور مجازی معنیٰ کا کوئی قرینہ بھی موجود نہیں ہے، اس لئے مجازی معنیٰ پر کیسے محمول کیا جا سکتا ہے، اس لئے جمہور نے اس کو حقیقی معنیٰ پر محمول کیا ہے، اور اس کو صحیح بنانے کے لئے ایسی فاسد توجیہ کی ہے جس کی تردید کرنے کی ضرورت اسحٰق نیوٹن، طامس نیوٹن اور اکثر متاخرین کو (جن میں یہ مفسر بھی شامل ہے) پیش آئی۔

③ اگر ہم دونوں مذکورہ اعتراضات سے قطع نظر بھی کر لیں تب بھی کہا جا سکتا ہے کہ پہلی اور دوسری ابتداء کا غلط اور جھوٹا ہونا خود اس کے عہد میں ظاہر ہو چکا تھا، جیسا کہ خود اس کا اقرار بھی ہے، اور تیسری ابتداء کا غلط اور خلاف واقع ہونا اب ظاہر ہو چکا کہ جس پر اس کو کامل وثوق اور یقین تھا، اسی طرح چوتھی توجیہ کا حال بھی معلوم ہو چکا کہ وہ غلط اور باطل ہونے میں جمہور متقدمین کی توجیہ سے بڑھ کر ہے، اب صرف پانچواں احتمال باقی رہ جاتا ہے[لہ]، لیکن چونکہ وہ اکثر علماء کے نزدیک خود ضعیف قول ہے، اور اس پر بھی پہلے دونوں اعتراضات واقع ہوتے ہیں، اس لئے وہ بھی ساقط الاعتبار ہو جاتا ہے اور خدا نے اگر چاہا تو جو اس وقت موجود ہوں گے وہ اس کا بھی جھوٹا اور غلط ہونا دیکھ لیں گے،

لہ یعنی ۱۹۶۶ء، اتفاق سے اظہار الحق کا یہ اردو ترجمہ ۱۹۶۶ء ہی میں طباعت کے مراحل طے کر رہا ہے، اور ابھی تک حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول نہیں ہوا، اس لئے یہ پانچویں توجیہ بھی مصنفؒ کی پیشینگوئی کے مطابق محض لغو اور بیہودہ ثابت ہو چکی ہے ۱۲ تقی

اب پادری یوسف صاحب تشریف لاتے ہیں جنھوں نے ۱۸۳۳ء مطابق ۱۲۴۸ھ میں شہر لکھنؤ میں اس پیشینگوئی اور اپنے جھوٹے الہام سے استدلال شروع کیا، اور کہنے لگے کہ اس پیشینگوئی کا آغاز دانیال کی وفات سے ہوتا ہے، اور ایام سے مراد سال ہیں، اور دانیال علیہ السلام کی وفات ۴۵۳ق م میں ہوئی ہے، پھر جب ہم ۲۳۰۰ میں سے اس مدت کو گھٹا دیں تو ۱۸۴۷ رہ جاتے ہیں، اس بناء پر نزول عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ۱۸۴۷ء ہوتا ہے، اس پادری اور بعض علمائے اسلام کے درمیان مناظرہ بھی ہوا، بہرحال اس کا دعویٰ چند وجوہ سے باطل اور غلط ہے، مگر چونکہ اس دعوے کا جھوٹا ہونا بھی ثابت ہو چکا ہے، کیونکہ ۷ اسال کی مدت گذر چکی ہے، اور حضرت عیسیٰ تشریف نہیں لائے، اس لئے ہم کو اس کی تردید میں بلاوجہ بات کو طول دینے کی ضرورت نہیں ہے، ممکن ہے پادری صاحب موصوف کو "دختر رز" کے نشہ میں یہ سماں نظر آیا ہو، جس کو انھوں نے الہام قرار دیدیا۔

ڈی آئلی اور رچرڈ مینٹ کی تفسیر میں لکھا ہے:۔

"اس پیشینگوئی کی آغاز و اختتام کی تعیین اس کی تکمیل سے پہلے بہت ہی دشوار اور مشکل ہے، پوری ہو جانے پر واقعات اس کو ظاہر کر دیں گے"

یہ توجیہہ بہت ہی کمزور اور مضحکہ خیز ہے، ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ ہر بدکار اور فاسق کو بھی یہ حق ہو سکتا ہے کہ وہ اس قسم کی بے شمار پیشینگوئیاں کرسکے، جن میں ان کے آغاز و اختتام کی کوئی تعیین نہ ہو، اور یہ کہہ سکتا ہے کہ جب یہ پوری ہوگی تو واقعات خود اس کی تصدیق کریں گے،

انصاف کی بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ بیچارے قطعی معذور ہیں، اس لئے کہ بات

جڑسے ہی غلط ہے، جس کی نسبت کہنے والا بہت ہی خوب کہہ گیا ہے کہ جس چیز کو زمانہ خراب کرچکا ہو غریب عطار اس کی درستی کیونکر کرسکتا ہے،

غلطی نمبر ۳۱

کتاب دانیال باب ۱۲ آیت ۱۱ میں یوں ہے کہ:-

"اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ اُجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کی جائے گی، ایک ہزار دو سو نوے دن ہوں گے، مبارک ہے[1] وہ جو ایک ہزار تین سو پینتیس[2] روز تک انتظار کرتا ہے"

یہ بھی گذشتہ پیشینگوئی کی طرح غلط اور باطل ہے، اس میعاد پر نہ تو عیسائیوں کا مسیح نمودار ہوا اور نہ یہودیوں کا۔

کتاب دانیال کی ایک اور غلط پیشینگوئی، غلطی نمبر ۳۲

کتاب دانیال باب ۹ میں یوں کہا گیا ہے کہ:

"اور تیرے مقدس شہر کے لئے ستر ہفتے مقرر کئے گئے کہ خطاکاری اور گناہ کا خاتمہ ہو جائے، اور بدکرداری کا کفارہ دیا جائے، ابدی راست بازی قائم ہو، رؤیا و نبوت پر مہر ہو اور پاک ترین مقام ممسوح کیا جائے"

اور ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۳۹ء میں اس طرح ہے کہ:-

"ہفتاد ہفتہ بر قوم تو در شہر مقدس تو مقرر شد، برائے اتمام خطاء و برائے انقضاء گناہان و برائے تکفیر شرارت و برائے رسانیدن راست بازی ابدانی و برائے اختتام رؤیا و نبوت و برائے مسح قدس المقدس"

---

[1] مفسرین کے نزدیک یہ آمدِ مسیح" کی خوش خبری ہے ۱۲

[2] اس سے بھی مفسرین کے نزدیک ظہور مسیح کی طرف اشارہ ہے،

ترجمہ: تیری قوم اور مقدس شہر کے لئے ستر ہفتے مقرر ہوتے ہیں، خطاؤں کے ختم ہونے اور گناہوں کے درگذر کے لئے اور شرارت کے کفارہ کے واسطے نیز ابدی سچائی پہنچانے اور خواب و نبوت کے اختتام کے لئے اور مقدس کے مسح کے لئے"

یہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ اس مدتِ مقررہ میں بھی دونوں مسیحوں میں سے ایک بھی نمودار نہیں ہوا، بلکہ یہودیوں کا مسیح تو آج تک ظاہر نہ ہوسکا، حالانکہ اس مدت پر دو ہزار سال سے زیادہ زمانہ گذر چکا ہے، اس جگہ علماء نصاریٰ کی طرف سے جو تکلفات اختیار کئے گئے ہیں، وہ چند وجوہ سے ناقابلِ التفات ہیں:۔

(۱) لفظ "یوم" کو مدت کی تعداد بیان کرتے ہوئے مجازی معنیٰ پر محمول کرنا بغیر کسی قرینہ کے ناقابلِ تسلیم ہے،

(۲) اگر ہم یہ مان بھی لیں تب بھی دونوں مسیحوں میں سے کسی ایک پر یہ پیشینگوئی صادق نہیں آتی، کیونکہ خورش کی تخت نشینی کے پہلے سال (جس میں یہودی آزاد کئے گئے تھے جیسا کہ کتاب عزرا باب میں تصریح ہے) اور عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے درمیان مدت جہاں تک یوسیفس کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے تخمیناً ۶۰۰ سال ہے، اور سنل جانسی کی تحقیق کی مطابق ۵۳۶ سال ہے، جیسا کہ غلطی نمبر ۳ کے ضمن میں معلوم ہوچکا ہے، اور اسی طرح مرشد الطالبین نسخہ مطبوعہ ۱۸۵۲ء کے مؤلف کی تحقیق کے موافق بھی (جیسا کہ غلطی نمبر ۲۶ میں معلوم ہوچکا ہے) مرشد الطالبین کے مصنف نے جزو ثانی کی فصل ۲۰ میں تصریح کی ہے کہ یہودیوں کا قید سے رہا ہو کر لوٹنا اور ہیکل میں قربانیوں کی تجدید بھی اسی آزادی کے سال یعنی ۵۳۶ ق م میں پیش آئی ہے، حالانکہ ستر ہفتوں کی مقدار صرف

چار سو نوّے سال ہوتی ہے، اسی طرح یہودیوں کے مسیح پر اس کا صادق نہ آنا بالکل ظاہر ہے،

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو مسیحؑ پر نبوت کا اختتام لازم آتا ہے، لہٰذا حواری کسی صورت میں نبی اور پیغمبر نہیں ہو سکیں گے، حالانکہ یہ بات عیسائی مذہب کے قطعی مخالف ہے، کیونکہ ان کے نزدیک حواری موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے تمام اسرائیلی پیغمبروں سے افضل ہیں، اور انکی فضیلت کی شہادت کے لئے یہوداا سکریوتی کے حال کا دیکھ لینا کافی ہے[1]، (جو "روح القدس سے لبریز" انسانوں میں سے ایک تھا)

(۴) چوتھی بات یہ کہ اگر یہ درست ہو جائے تو خواب کے سلسلہ کو ختم ماننا پڑیگا حالانکہ رؤیائے صالحہ اور اچھی قسم کے خواب آج تک جاری ہیں۔

(۵) واٹسن نے اپنی کتاب کی جلد ۳ میں ڈاکٹر کریب کا خط نقل کیا ہے اور اس میں تصریح کی ہے کہ:

"یہودیوں نے اس پیشینگوئی میں ایسی تحریف کر ڈالی ہے جس کے بعد اب عیسیٰ علیہ السلام پر کسی طرح صادق نہیں آسکتی"

غور فرمائیے "جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے" عیسائیوں کے مشہور عالم کے اقرار سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ پیشینگوئی اصل کتاب دانیال کے مطابق (جو آج تک یہودیوں کے پاس موجود ہے، اور جس کی نسبت یہودیوں کے خلاف کبھی تحریف کا دعویٰ نہیں کیا گیا ہے) عیسیٰ علیہ السلام پر صادق نہیں آتی، علماء پروٹسٹنٹ کا یہودیوں کے خلاف

[1] یہوداا سکریوتی وہ شخص ہے جس نے حواری ہونے کے باوجود (بقول انجیل) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوا دیا تھا، (متی ۲۶: ۴۷)

دعویٰ تحریف باطل ہے، جب اصل کتاب کی پوزیشن برقرار ہے تو مسیحی علماء کے کئے ہوئے تراجم سے استدلال کرنا بالکل غلط ہے،

(۶) مسیح سے مراد ان ہی دو مسیحوں میں سے کوئی ایک ہونا ضروری نہیں ہے، کیونکہ اس لفظ کا استعمال یہودیوں کے ہر بادشاہ کے لئے ہوتا رہا ہے، خواہ وہ صالح ہو یا بدکردار ملاحظہ کیجئے زبور نمبر ۱۷، آیت نمبر ۵ میں یوں ہے کہ:-

"وہ اپنے بادشاہ کو بڑی نجات عنایت کرتا ہے، اور اپنے ممسوح داؤد اور اس کی نسل پر ہمیشہ شفقت کرتا ہے"

اسی طرح زبور نمبر ۱۳۱ میں لفظ "مسیح" کا اطلاق داؤد علیہ السلام پر کیا ہے، جو ایک نبی اور نیک بادشاہ تھے، نیز کتاب سموئیل اوّل باب ۲۴ میں داؤد علیہ السلام کا قول ساؤل[1] کے حق میں جو یہودیوں کا بدترین بادشاہ گذرا ہے، اس طرح مذکور ہے:

اور جو لوگ اس کے ہمراہ تھے ان سے اس نے کہا کہ مجھ کو خدا کی پناہ کہ میں ایسا فعل اپنے آقا کے ساتھ کروں جو خداکا مسیح ہے، یا اُسے قتل کرنے کے لئے دست درازی کروں، کیونکہ وہ پروردگار کا مسیح ہے، میں اپنے ہاتھ اپنے آقا پر نہیں اٹھاؤں گا، کیونکہ وہ پروردگار کا مسیح ہے" (آیت ۷ و ۱۱)

علاوہ ازیں اسی کتاب کے باب ۲۶ اور سموئیل ثانی کے باب ۱ میں بھی اس قسم کا اطلاق کیا گیا ہے، پھر یہ لفظ یہودیوں کے بادشاہوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں، بلکہ

---

[1] اس بادشاہ کا نام قرآن کریم میں طالوت مذکور ہے، اس بات پر تورات اور قرآن کریم کا اتفاق ہے کہ اُسے بنی اسرائیل کا بادشاہ خود اللہ تعالیٰ نے نامزد کیا تھا، پھر نامزدگی کے بعد کے حالات سے قرآن کریم خاموش ہے، اور تورات نے اس کی نافرمانیاں ذکر کی ہیں اور یہ بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بادشاہ بنا کر (معاذ اللہ) پچھتایا (۱۔ سموئیل ۱۵: ۳۵)

دوسروں کے حق میں بھی استعمال ہوتا رہا ہے، چنانچہ کتاب یسعیاہ باب ۴۵ آیت ۱ میں کہا گیا ہے:۔

خداوند! اپنے مسوح خورس کے حق میں یوں فرماتا ہے کہ میں نے اس کا داہنا ہاتھ پکڑا "

اس عبارت میں "مسیح" کا لفظ شاہ ایران کے لئے استعمال کیا گیا ہے، جس نے یہود کو قید سے آزادی بخشی تھی، اور ہیکل بنانے کی اجازت دیدی تھی،

بنو اسرائیل کو محفوظ رکھنے کا وعدہ، غلطی نمبر ۳۳

کتاب سموئیل ثانی باب ۷، آیت ۱۰ میں حضرت ناتن علیہ السلام کی زبانی حسب ذیل خدائی وعدہ بیان کیا گیا ہے:۔

"اور میں اپنی قوم اسرائیل کے لئے ایک جگہ مقرر کروں گا، اور وہاں ان کو جماؤں گا، تاکہ وہ اپنی ہی جگہ بسیں، اور پھر ہٹائے نہ جائیں، اور شرارت کے فرزند اُن کو پھر دُکھ نہیں دینے پائیں گے، جیسے پہلے ہوتا تھا، اور جیسا اس دن سے ہوتا آیا ہے جب سے میں نے حکم دیا تھا کہ میری قوم اسرائیل پر قاضی ہوں" (آیت ۱۰-۱۱)

ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۳۸ء کے الفاظ یہ ہیں:۔

"ومکانے نیز برائے قوم خود اسرائیل مقرر خواہم کرد وایشاں را خواہم نشانید تا خود جائے دار باشند دمن بعد حرکت نہ کنند، واہل شرارت من بعد ایشاں را نیازارند چوں درایام سابق"

اور ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۴۵ء کے الفاظ یہ ہیں:۔

"بجہت قوم اسرائیل مکانی را تعیین خواہم نمود وایشاں را غرس خواہم نمود تا آنکہ در